

اسٹیٹ بینک کا پالیسی ریٹ کسی تبدیلی کے بغیر 12 فیصد پر برقرار

اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے مرکزی بورڈ آف ڈائریکٹرز نے پالیسی ریٹ کو کسی تبدیلی کے بغیر 12 فیصد پر برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ اعلان اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے گورنر، جناب یاسین انور نے آج اسٹیٹ بینک، کراچی میں ایک پریس کانفرنس کے دوران مانیٹری پالیسی بیان پیش کرتے ہوئے کیا۔ مانیٹری پالیسی پر گورنر، اسٹیٹ بینک کے اخباری بیان کا مکمل متن درج ذیل ہے:

پاکستان کی معیشت کو جس بنیادی چیلنج کا سامنا ہے وہ یہ ہے کہ جاری حسابات کے مالیاتی اور بیرونی خسارے کی مالکاری کس طرح کی جائے۔ معیشت میں نجی شعبے کی سرمایہ کاری کی گرتی ہوئی طلب کو دیکھتے ہوئے مذکورہ خساروں کا حجم بڑا معلوم نہیں ہوتا۔ کم ہوتی ہوئی گرانی، نجی شعبے کے حقیقی قرضے میں سکڑاؤ، اور گرتے ہوئے درآمدی حجم سے مجموعی کم طلب کی ایک جھلک دیکھی جاسکتی ہے۔ مالی سال 12ء میں اسٹیٹ بینک کا اب تک کا زری موقف، یعنی مجموعی طور پر 200 بیس پوائنٹس کی کمی، اسی تناظر میں تشکیل دیا گیا تھا۔

مالکاری کے متنوع اور مستحکم ذرائع کی عدم موجودگی میں حکومت نے بینکوں سے خاصی بھاری قرض گیری کر لی ہے، دوسری طرف زرمبادلہ کے ذخائر گر رہے ہیں۔ یوں، نجی شعبے کے لیے قرضے کی دستیابی محدود ہو گئی ہے اور روپے کی سیالیت پر دباؤ بڑھ گیا ہے۔ اسٹیٹ بینک نظام ادائیگی کی بلا رکاوٹ کارگزاری کے لیے اور مالی عدم استحکام ہانے کے لیے خاصی سیالیت مستعمل ہی فراہم کر رہا ہے جو یکم جولائی 2011ء اور 9 فروری 2012ء کے دوران اوسطاً 230 ارب روپے ہو چکی ہے۔ تاہم یہ سلسلہ جاری رہا تو درمیانی مدت میں، گرانی کی توقعات کی مؤثر روک تھام مشکل ہو جائے گی۔

منڈی کی سیال رقوم میں غیر یقینی صورتحال کی بنا پر قلیل مدتی شرح سود میں معمول سے زیادہ اتار چڑھاؤ آنے لگا ہے اور زری انتظام دشوار تر ہو گیا ہے۔ اس غیر یقینی صورتحال کے اہم اسباب یہ ہیں: بیرونی جاری حسابات کے خسارے میں شدید بگاڑ، بیرونی رقوم کا گرنا ہوا رجحان، اور کرنسی بہ نسبت امانت کا بلند تناسب۔ تاہم منڈی کی دیگر شرح ہائے سود، جیسے کابور اور بوزن اوسط شرح سود نے پالیسی ریٹ میں کٹوتی کی بہت حد تک بیرونی کی ہے۔

گرتی ہوئی شرح سود کے ماحول میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نسبتاً بہتر نمونے سے توقع ہے کہ نجی شعبے کا قرضہ بڑھنے میں مدد ملے گی۔ م س 12ء کے جولائی تا نومبر عرصے کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں 1.5 فیصد نمو ہوئی جو گذشتہ تین سال کے اسی عرصے کے اوسط سکڑاؤ 3.1 فیصد کے قطعی متضاد ہے۔ مزید برآں، م س 12ء کے یکم جولائی تا 3 فروری عرصے کے دوران نجی شعبے کو قرضے میں 238 ارب روپے اضافہ ہوا ہے، تاہم اس کے امکانات کا تجزیہ کرتے ہوئے چند نکات ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔

اول، توامانی کی مسلسل قلت، عام بد امنی، اور غیر یقینی سیاسی ماحول کے ہوتے ہوئے کاروباری طبقے کا اعتماد اور چنانچہ نجی شعبے کا قرضہ بڑھ نہیں سکتا۔ دوم، ٹیکسٹائل جو کہ نجی شعبے کا بیشتر قرضہ استعمال کرنے والا شعبہ ہے کی نفع یابی کمپاس کے بلند نرخوں کی بنا پر م س 11ء میں بہتر تھی۔ اس سے قرضوں کی واپسی یا م س 12ء میں نئے قرضوں کی طلب کم سے کم سطح پر برقرار رکھنے میں مدد ملے گی۔ سوم، نصب شدہ صنعتی استعداد کا استعمال خاصا کم ہے اور کم ہوتا جا رہا ہے اور یہی چیز معینہ سرمایہ کاری کے لیے قرضے کی طلب میں حائل ہو رہی ہے۔ چہارم، م س 12ء کی پہلی ششماہی میں جتنے بھی نئے قرضے حاصل کیے گئے ان سے سرمائے کی جاری ضروریات پوری کی گئیں چنانچہ اس قرضے کی بیشتر رقم م س 12 کی دوسری ششماہی میں واپس کر دی جائے گی۔

پس، نجی شعبے کے قرضے میں توسیع شرح سود میں کٹوتیوں کے باوجود م س 12ء کے دوران بھی بدستور کمزور رہنے کی توقع ہے۔ اس کی سال بسال نمو حقیقی معنوں میں تو پہلے ہی منفی ہے اور معیشت میں نجی سرمایہ کاری کی کمزور طلب کا اشارہ دیتی ہے۔ علاوہ ازیں، جدوئی بینکوں سے حکومت کی بھاری قرض گیری کے ساتھ ساتھ بڑھتے ہوئے غیر فعال قرضوں کو دیکھتے ہوئے لگتا ہے یہ بینک نسبتاً خطرناک نجی شعبے کو قرضے کا اجرا سے گریزاں رہیں گے۔

عبوری معلومات کے مطابق، یکم جولائی تا 31 فروری م س 12ء کے دوران حکومت نے رواں مالی سال کا مالیاتی خسارہ پورا کرنے کے لیے بینکوں سے 444 ارب روپے قرض لیا۔ اس میں اسٹیٹ بینک سے لیے جانے والے 197 ارب روپے بھی شامل ہیں، اور اس سے 25.8 فیصد کی بھاری بھکم سال بسال نمونہ ظاہر ہوتی ہے۔ نیز، یہ قرض گیری م س 12ء کے بجٹ میں درج 293 ارب روپے کی سالانہ مالکاری ضروریات سے بھی خاصی زائد ہے اور اس سے مالیاتی خسارہ ممکنہ طور پر بڑھنے کا اشارہ ملتا ہے۔

م س 12ء کی پہلی ششماہی کے، مالکاری پہلو سے مالیاتی خسارے کا عبوری تخمینہ 532 ارب روپے یا جی ڈی پی کا 2.5 فیصد معلوم ہوا ہے۔ اس حقیقت کے پیش نظر، کہ مالی سال کی دوسری ششماہی میں مالیاتی خسارہ ہمیشہ زیادہ ہوا کرتا ہے، اور جو گذشتہ دس سال کے دوران جی ڈی پی کا کم از کم 0.5 فیصد رہا ہے، م س 12ء کا مالیاتی خسارہ حکومت کے نظر ثانی شدہ ہدف، جی ڈی پی کے 4.7 فیصد کے آس پاس رکھنا دشوار ہوگا۔ یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ فیڈرل بورڈ آف ریونیو نے م س 12ء کی پہلی ششماہی کے دوران 840 ارب روپے وصول کیے جو مستحکم 27.1 فیصد نمونہ ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح، شعبہ نیلی موصلات میں تھری جی لاکسنسوں کی نیلامی کا اعلان مثبت پیش رفت ہے اور جو ممکنہ مالیاتی خسارے کو محدود رکھنے میں مدد دے سکتا ہے۔

تاہم ٹیکس وصولیوں کے موسمی رجحان کی بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ 1952 ارب روپے کا سالانہ ہدف سکتے سے زیادہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ اشارے ملے ہیں کہ توانائی کے شعبے میں گردش قرضے کا مسئلہ برقرار ہے چنانچہ سرکاری شعبے کے بڑے اداروں کا خسارہ بڑھتا رہے گا۔ لہذا، اخراجات کے حوالے سے زراعت کی بنا پر خسارہ میزانی رقم سے بڑھ جانا عین متوقع ہے۔ زراعت کی ادائیگی میں تاخیر کا نتیجہ اس سال کے اخراجات کی circumvention کی صورت میں نکلے گا۔ گذشتہ برسوں کے مجموعی 391 ارب روپے گردش قرضے کا حالیہ جزوی تصفیہ گذشتہ برسوں میں عائد اخراجات سے گریز کی ایک مثال ہے۔

ادھر تجارت کی صورتحال، عالمی اقتصادیات کے نازک حالات اور مالی رقوم کی مستقل قلت کی بنا پر بیرونی صورتحال کے لیے خطرات بھی بڑھ چکے ہیں۔ نیز، رواں مالی سال کی دوسری ششماہی میں 1.1 ارب ڈالر آئی ایم ایف کو واپس کرنے ہیں۔ اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ ذخائر 8 فروری 2012ء کو 12.2 ارب ڈالر تک گر چکے ہیں جبکہ آخر جون 2011ء تک یہ 14.8 ارب ڈالر تھے۔ اسی طرح ڈالر کے مقابلے میں روپے کی شرح مبادلہ م س 12ء کے دوران 5.2 فیصد گر چکی ہے۔ م س 12ء کی پہلی ششماہی میں مجموعی درآمدی بل بڑھ کر 19.7 ارب ڈالر ہو چکا ہے جس میں پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدی نمو 33.7 فیصد رہی ہے جبکہ تیل کی بڑھی ہوئی عالمی قیمتوں کا اثر اس نمو میں شامل ہے۔ درآمدی حجم نہیں بڑھا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ ملکی جلی دباؤ اعتدال پر ہے۔ امریکہ، ایران تعلقات میں بڑھتی ہوئی کشیدگی اور مشرق وسطیٰ میں سیاسی بے یقینی کے پیش نظر تیل کی قیمتوں میں مستقبل قریب میں نمایاں کمی کا امکان نہیں بلکہ وہ بڑھ سکتی ہیں۔ چنانچہ کم حجم کے باوجود درآمدی بل میں م س 12ء کے دوران 12.5 سے 14.5 فیصد تک نمو کا تخمینہ ہے۔

اسی طرح، کپاس کی توقع سے زیادہ تیزی سے گرتی قیمتوں نے برآمدی وصولیاں، م س 12ء کی پہلی ششماہی میں 12 ارب ڈالر، ست کرنے میں اپنا کردار ادا کیا، تاہم برآمدی حجم بھی خاص کم ہو چکا ہے۔ اگر رواں مالی سال کی دوسری ششماہی میں بھی یہی رجحان برقرار رہا تو پورے مالی سال کی برآمدی وصولیاں 3 سے 5 فیصد کم ہونے کا خدشہ ہے۔ کارکنوں کی مستقلاً تریلات کو شامل رکھا جائے تو بھی بیرونی جاری حسابات کا خسارہ 3.5 سے 5.5 ارب ڈالر تک رہنے کا امکان ہے، یہ الفاظ دیگر یہ جی ڈی پی کا 1.5 سے 2.4 فیصد تک رہے گا۔ اس خسارے کو کم سے کم رکھنے کا بڑی حد تک انحصار اس بات پر ہے کہ اتحادی سپورٹ فنڈ (سی ایس ایف) کے 800 ملین ڈالر اور تھری جی لاکسنسوں کی نیلامی سے اندازاً 850 ملین ڈالر حاصل ہو جائیں۔

بیرونی جاری حسابات کے اس تخمینہ خسارے کو پورا کرنا ہی حقیقی چیلنج ہے۔ رواں مالی سال کی پہلی ششماہی میں خالص سرمائے اور مالی رقوم کی حقیقی آمد صرف 0.2 ارب ڈالر رہی اور اس کی وجہ براہ راست اور جزو دانی سرمایہ کاری دونوں میں کمی، اور سرکاری رقوم کی آمد کا پورا نہ ہونا ہے۔ فرض کیا، حکومت کے تصور کے مطابق تمام سرکاری رقوم حاصل ہو جائیں یعنی یوروبانڈ کے اجراء سے 500 ملین ڈالر، پی ٹی سی ایل کی نجکاری سے 800 ملین ڈالر، اور بین الاقوامی مالی اداروں سے میزانی قرضے، تو جون 2012ء تک خالص سرمائے اور مالی رقوم کی آمد 3.8 ارب ڈالر تک بڑھ سکتی ہے۔

ان مالیاتی اور بیرونی تبدیلیوں سے زرعی مجموعوں کے اجزائے ترکیبی میں بگاڑ آ گیا ہے۔ خصوصاً زررہ کے جز، خالص ملکی اثاثوں میں اضافہ غیر متناسب طور پر بلند ہے جبکہ خالص بیرونی اثاثوں میں تخفیف آئی ہے۔ گرانے کے ساتھ اس کے مضبوط ربط کے پیش نظر خالص ملکی اثاثوں اور خالص بیرونی اثاثوں کے مابین تناسب کا بڑھنا خوش آئند نہیں ہے۔ م 12ء میں زررہ کی سال بسال نمو کا تخمینہ 12 سے 13 فیصد تک ہے۔

زررہ کے اجزائے ترکیبی میں ردوبدل کی تشریح محتاط انداز میں کرنی ہوگی۔ مثال کے طور پر بیرونی شعبے میں خرابی کی اہم وجہ تجارتی حالات کا بگاڑ اور باضابطہ رقوم کی غیر یقینی حالت ہے اور ممکن ہے، یہ بڑھتی ہوئی مجموعی طلب کی علامت نہ ہو۔ اسی طرح بینکوں سے سرکاری قرض گیری کی بنا پر مجموعی طلب پر دباؤ کی جزوی تلافی نجی سرمایہ کاری کی کمزور طلب سے ہو رہی ہے۔

ان قیاسات کو صارف اشاریہ قیمت گرانے میں سال بسال کمی سے تقویت ملتی ہے جو جنوری 2011ء میں 10.1 فیصد تک آ گئی۔ اس سے، مجموعی طلب میں میانہ روی کے ساتھ ساتھ غذائی اشیاء کی ملکی رسد میں بہتری کی بھی عکاسی ہوتی ہے۔ تاہم گرانے کے منحنی دباؤ کی بھی علامات موجود ہیں۔ مثال کے طور پر 10 فیصد سے زائد سال بسال گرانے کے حامل صارف اشاریہ قیمت اجزا کی تعداد خاصی زیادہ ہے اور بیشتر غیر غذائی زمرے کے ہیں۔

اسٹیٹ بینک کو م 12ء میں اوسط گرانے 11 سے 12 فیصد تک رہنے کی توقع ہے جس کا مطلب ہے رواں مالی سال کی دوسری ششماہی میں گرانے تھوڑی بڑھے گی۔ اس رائے کی اہم وجوہات یہ ہیں: بجلی اور گیس کے نرخوں میں اضافے، تیل کے بلند عالمی نرخ، شرح مبادلہ کی منتقلی کے اثرات، گندم کی خریداری کے اگلے موسم کے لیے امدادی قیمت میں اضافہ، اور بینکوں سے حکومت کی بھاری قرض گیری۔

گرانے کو مزید کم کرنے کے لیے وسط مدتی میزانی ڈھانچے (ایم ٹی بی ایف) کا نفاذ لازمی ہے جس کے تحت ٹیکس بہ نسبت جی ڈی پی بڑھا کر م 14ء تک مالیاتی خسارہ کم کر کے جی ڈی پی کے 3 فیصد تک لایا جائے گا، اور م 13ء کا گرانے کا ہدف 9.5 فیصد اور م 14ء کا 8 فیصد ہے۔ وسط مدتی میزانی ڈھانچے کے اہداف پورے کرنے میں توانائی کے شعبے میں فیصلہ کن اصلاحات اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔ ان اصلاحات سے حکومت کا قرض گیری کے لیے نہ صرف بینکوں پر انحصار کم ہوگا بلکہ توانائی کے نرخ بار بار اور غیر متوقع انداز میں ایڈجسٹ کرنے کی ضرورت بھی کم ہو جائے گی۔ ان دونوں عوامل سے زرعی پالیسی کی اثر پذیری، اور گرانے کو کم اور مستحکم رکھنے میں زرعی پالیسی کا کردار بھی بہتر ہو جائے گا۔

خلاصہ یہ کہ مجموعی طلب کے اعتدال کے باوجود بیرونی رقوم کی غیر یقینی آمد اور مالیاتی خسارے کی ماکاری کے لیے معقول سرکاری قرض گیری کی بنا پر روپے کی سیالیت پر دباؤ برقرار رہنے کا امکان ہے۔ نیز، گرانے کے دباؤ میں بھی نمایاں کمی نہیں ہوتی ہے۔ یہ بات زور دے کر کہی جانی چاہیے کہ وسط مدت کے دوران پائیدار اقتصادی بحال کے لیے معیشت میں ملکی اور بیرونی نجی دونوں طرح کی سرمایہ کاری میں معقول اضافہ لازمی ہوگا۔ اس مقصد کے لیے توانائی کی قلت کی بنا پر پائی جانے والی غیر یقینی کیفیت کم کر کے کاروباری شعبے کا اعتماد بحال کرنا ہوگا۔ اس تناظر میں اسٹیٹ بینک کے مرکزی بورڈ آف ڈائریکٹرز کا خیال ہے کہ مالی سال 12ء میں پالیسی ریٹ میں پہلے ہی کی گئی 200 بی پی ایس کی کمی مناسب ہے اور اس نے پالیسی ریٹ 12 فیصد پر برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ (مانیٹری پالیسی بیان کا مکمل متن

اسٹیٹ بینک کی ویب سائٹ www.sbp.org.pk پر موجود ہے)۔☆☆☆